QUARTERLY, PEER REVIEWED
al-amir
ISSN(P): 2790-931X ISSN(E): 2790-9328
E-Mail: editor.alamir@gmail.com

عصرِ حاضر میں الحادِ جدید کی صورتوں کا تحلیلی جائزہ

Analytical Review of Modern Atheism in the Contemporary Era

Dr. Ghulam Farooq

Assistant Professor/HOD Department of Islamic Studies, Govt. Allama Iqbal Graduate College Paris Road Sialkot. Email: gfnaeemi@gmail.com

Dr. Asma Aziz

Assistant Prof. Dept. of Islamic Studies, GC Women University Faisalabad. Email: asmaaziz@gcwuf.edu.pk

Ms. Kinza Sajjad

M.Phil Scholar, Dept. of Islamic Studies, GC Women University Faisalabad. Email: kinzasajjad85@gmail.com

In the contemporary era, atheism has evolved, presenting new challenges and perspectives that significantly differ from traditional atheistic viewpoints. This article aims to conduct an analytical review of the various forms of modern atheism, exploring their origins, philosophies, and the factors contributing to their rise in the modern world. By delving into the sociopolitical, scientific, and philosophical landscapes that have fostered the growth of contemporary atheistic thought, this study seeks to understand the complexities and nuances of atheism today. The paper examines the impact of technological advancement, increased access to information, and the shifting paradigms of morality and ethics on the prevalence of atheism. Additionally, it explores how contemporary atheism interacts with religious beliefs, focusing on the dialogue and sometimes conflict between these differing worldviews. The analysis extends to the consequences of modern atheism on individuals and societies, considering both the emancipatory aspects and the existential challenges it poses.

Furthermore, the article engages with various responses to modern atheism, including theological rebuttals, apologetics, and the efforts by religious communities to address the questions and critiques raised by atheistic thought. By providing a comprehensive overview of the landscape of modern atheism, this study contributes to a deeper understanding of its significance

in the contemporary era and the ongoing discourse between belief and disbelief.

Ultimately, this article seeks to offer a nuanced perspective on modern atheism, recognizing it as a multifaceted phenomenon that reflects broader changes in the global intellectual, cultural, and spiritual climate. Through this analytical review, the paper aims to facilitate a more informed and respectful dialogue between atheistic and theistic perspectives in the modern world.

Key Words: Gnosticism, Agnosticism, Deism, Atheism, Theism, Secular, Modern Era.

تمہید:

الحاد ایک نظریہ ہے جس کا ماننے والا اپنے آپ کو ملحد کہلواتا ہے۔ ملحد ایسا شخص ہوتا ہے جو خدا کے وجود کا صریح انکار کرتا ہے۔ عصرِ حاضر میں الحاد بالخصوص نوجوان طبقے میں پھیل رہا ہے جس کے اسباب و تدارک کی طرف نظر و فکر کرنا بہت ضروری ہے تاکہ لوگوں کو اس فتنے سے محفوظ رکھا جا سکے اور صراطِ مستقیم پر گامزن کیا جا سکے۔ اس موضوع میں الحادِ جدید کے اجمالی تعارف کے ساتھ ساتھ ان کی سرگرمیوں کا جائزہ لیا جائے گا اور ان کے تدارک و حل کا ایک نمونہ پیش کیا جائے گا۔ سب سے اہم ترین اثاثہ ہمارا ایمان ہے اور الحادی تحریکیں لوگوں کے ایمان کو غصب کرنے میں متحرک ہیں۔ اس حوالے سے علمی ورثہ امتِ مسلمہ تک منتقل کرنا انتہائی اہمیت کا حامل ہے تاکہ عصرِ حاضر کے لوگوں خاص کر نوجوانوں کو اس فکری کشمکش اور الحادیت سے بچا کر دینِ اسلام کے نور سے منور کیا جا سکے۔ اسی طرح تعلیمی اداروں میں الحادی سرگرمیوں پر تنبیہ کر کے اداروں میں تعلیم حاصل کرنے والے طلباء کو اس فتنے کی حقیقت سے روشناس کروایا جا سکے جس کی بدولت وہ اس سے بچ کر اپنا ایمان محفوظ رکھنے میں کامیاب ہو سکیں۔

تعارف:

الحاد کا لغوی مفہوم:

"الحاد کا مادہ (ل. ح. د) ہے جس کے معنی حق سے انحراف کرنا ہے۔ لحد. یلحد- لحد افي الدین، یعنی: "مذہب سے پھر جانا، دین میں طعن کرنا، جھگڑا کرنا، احکام خداوندی کو ترک کرنا۔"[1]

الحاد کا اصطلاحی مفہوم:

الحاد کی مختلف تعریفیں بیان کی گئی ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

Atheism means that the belief that God doesnot exist.[2]

یعنی: "الحاد کا مطلب یہ عقیدہ رکھنا ہے کہ خدا کا کوئی وجود نہیں ہے اور اس کا مخالف لفظ توحید پرستی ہے"۔

[1]Lois Ma'lūf, Al-Munjid (Karāchī: Dār al-Ishā't, 1994 A.D), 914.

[2]*:Simon Black Burn, Oxford Dictionary (London, Oxford University Press, 2008), 35.*

امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ الحاد کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ترک القصد فيما امربه و أشرك بالله أو ظلم أو احتكر الطعام"۔[3]

ترجمہ: "الحاد کے معنی جس بات کا حکم دیا گیا ہے اس کا ارادہ ہی نہ کرنا، اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، ظلم کرنا اور خوراک کی ذخیرہ اندوزی ہے۔"

تاج العروس میں اس کی تعریف میں ہے:

"أشْرَكَ باللہ تعالى هكذا في سائر النسخ التي بأيدينا ونقله المصنّف في البصائر عن الزجاج والذي في أُمهات اللغة وقيل: الإِلْحَادُ فيه: الشَّكُ في اللهِ قاله الزَّجَّاجُ هكذا نقله في اللسان فلْيُنْظَر أو ، أَلْحَدَ في الحَرَمِ: ظَلَمَ وهو أيضاً قولُ الزَّجَّاج أو الْحَدَ في الحَرَمِ احْتَكَرَ الطَّعَامَ فيه وهو . مأْخُوذ من الحَدِيث عن عُمَرَ احْتِكَارُ الطَّعَامِ في الحَرَمِ الْحَادٌ فِيه.[4]

یعنی: "کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرانا الحاد ہے۔ ہمارے پاس جس قدر بھی نسخے ہیں وہ البصائر کے مصنف زجاج اور لغت کی بڑی کتب یہی معنی بیان کرتی ہیں اور اس کے معنی میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ کی ذات میں شک کرنا اس کو زجاج نے بیان کیا اور لسان العرب میں بھی اس طرح نقل کیا گیا ہے تو غور و فکر مطلوب ہے یا (اس کا معنی یوں بھی ہے) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا حرم میں الحاد کرنا، ظلم کرنا وغیرہ کے زمرے میں آتا ہے۔ حضرت عمر سے ماخوذ ہے کہ خوراک کی ذخیرہ اندوزی کو بھی الحاد کہتے ہیں۔"

علامہ ابن منظور الحاد کے معنی کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"الملحد العادل عن الحق المدخل فيه ما ليس فيه"

یعنی ملحد اس شخص کو کہتے ہیں جو حق سے روگردانی کرے اور اس میں ایسی چیز کی آمیزش کرے جو اس میں نہیں ہے، اس کا ایک اور مفہوم بھی بتایا گیا ہے: یلحدون ای یعترضون۔ یعنی وہ اعتراض کرتے ہیں "۔[5]

مندرجہ بالا تعریفات سے ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ الحاد درحقیقت کوئی مذہب نہیں بلکہ ایک طرز فکر اور سوچ کا نام ہے۔ ایسی منحرف سوچ جس میں ہر وہ عمل شامل ہے جو عقیدہ توحید اور اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے فرمودات سے ٹکرائے اور خالق کے مدمقابل مخلوق کو لا کھڑا کرے۔ خدا اور مذہب پر یقین نہ رکھنے والوں کو "ملحد" کہا جاتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو کسی خالق کو سرے سے مانتے ہی نہیں بلکہ ان کے نزدیک خدا، دیوتا یا مافوق الفطرت ہستیوں کا کوئی وجود ہی نہیں ہے۔

---

[3] Imām Rāghib Asfahānī, Mufradāt al-Qur'ān (Lahore: Al-Maktah al-Qāsmiyah, 1943 A.D), 315.

[4] Muhammad bin Muhammad Zubaidī, Tāj al-'Urūs (Beirūt: Dār al-Kutub Al-Mawrid, 1934 A.D), 2253.

[5] Peer Karam Shah Al-Azharī, Tafsīr Ziā ul-Qur'ān (Lahore: Zia' ul-Qur'ān Publications, 1965 A.D), 335.

الحاد کی تاریخ:

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ الحاد ایک نئی فکر اور نئی سوچ ہے جس کا ظہور جدید سائنسی و صنعتی انقلاب کے نتیجے میں ہوا ہے۔ بالخصوص چارلس ڈارون (Charles Darwin) کے نظریہ ارتقا کے ظہور کے بعد الحادی فکر دنیا میں عام ہوئی، لیکن یہ کسی صورت درست نہیں۔

الحاد کی تاریخ مذہب کی تاریخ کی طرح بہت قدیم ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ الحاد کے اسباب ہر دور میں مختلف رہے ہیں۔ الحاد کے آثار ہندوستان میں ایک ہزار سال قبل مسیح بخوبی دیکھے جاسکتے ہیں۔ خدا کے وجود پر شک کی عبارتیں ہندوؤں کی مقدس کتاب رگ وید" میں اس طرح پائی جاتی ہیں: کون یقین سے جانتا ہے؟ کون اس کا اعلان کرے گا؟ یہ مخلوقات کب پیدا ہوئیں؟ خدا اس کائنات و مخلوقات کی خلقت کے بعد پیدا ہوئے اس لیے کون جان سکتا ہے کہ یہ کائنات کہاں سے پیدا ہوئی؟ کوئی نہیں جانتا کہ کائنات کیسے پیدا ہوئی؟

Rav. H the "Hindu speaks" P.27 kastiuri and sons channa India 1999

تیسری، چوتھی، پانچویں صدی قبل مسیح دور میں افلاطون (۳۲۷ق م - ۳۴۷ق م)، ارسطو (۳۸۱ق م - ۳۲۲ق م)، سقراط (۴۶۰ ق م - ۳۲۵ق م) اور بقراط (۴۷۰ق م - ۳۹۹ق م) جیسے فلاسفہ اسی مذہب لا ادریہ الحادیہ کے پیروکار گزرے ہیں۔ دور اسلام کی تاریخ میں بھی سینکڑوں لوگ ملحد ہوئے جن میں ابن الراوندی، ابوعیسی، وراق اور ابن المقفع کے اسم سرفہرست ہیں۔ الحاد کوئی نیا ظاہرہ یا نئی فکر نہیں ہے بلکہ مختلف شکلوں میں اور مختلف اسباب کے زیر اثر ہر دور میں موجود رہا ہے۔

الحادِ جدید:

یہ ایک انگریزی اصطلاح ہے جو ۲۰۰۶ء میں صحافی گیری وولف نے وضع کی تھی، اس کا مقصد اکیسویں صدی عیسوی کے ملحدین کے موقف کو پوری دنیا میں عام کرنا تھا۔ جدید الحاد کا دور سترہویں صدی عیسوی کے اواخر سے شروع ہوتا ہے اور بیسویں صدی کے اختتام تک ایک مضبوط اور مستحکم نظریہ کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ گو یہ کسی مذہب پر نہیں رکھتا تاہم لامذہبوں کا بھی ایک مذہب بن چکا ہے۔ قدیم فلاسفہ اپنے مذہب الحادی کی تعبیر کے لیے لا اور یہ کا لفظ استعمال کرتے تھے جو انکار خدا کا ہم معنی تھا اور دور جدید کے منکرین، مادہ پرستی کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔

فکری اعتبار سے ہم انسان کی تاریخ کو دو ادوار میں تقسیم کر سکتے ہیں، ایک جدید سائنس کے ظہور سے پہلے کا دور اور دوسرا جدید سائنس کے ظہور کے بعد کا دور ہے۔ دور اول میں مذہب انسان کے لیے رجحان ساز تھا جبکہ دور سائنس میں یہ درجہ جدید سائنس کو حاصل ہو چکا ہے۔ سائنس من کل الوجوہ نہ مذہب کے موافق ہے نہ مخالف لیکن بعض وجوہ سے ملحدین، سائنس کو مذہب کے خلاف استعمال کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

الحاد جدید کی اقسام:

دور حاضر میں الحاد کی تین بڑی اقسام ہیں جنہیں مروجہ اصطلاح میں Agnosticism ,Deism ، Gnosticism کہا جاتا ہے۔

1: الحاد مطلق (Gnosticism)

الحاد مطلق کا معنی و مفہوم جانکاری یا معلومات رکھنا ہے، یہ ملحدین کی وہ قسم ہے جو انکارِ خدا کے معاملے میں شدت پسند ہیں۔ یہ لوگ روح، دیوتا، فرشتے، جنت و دوزخ اور مذہب سے متعلقہ امورِ روحانیہ اور مابعد الطبعیاتی (Meta Physical) امور کو بالکل نہیں

مانتے۔ Gnostics نے بنیاد پرست دوہری ازم کے تصورات کو فروغ دیا جو کائنات پر حکومت کرتے ہیں۔ یہ جسم کے خلاف روح/چنگاری، اندھیرے کے خلاف روشنی کے طور پر پولرائزڈ تھا۔ خدا، جو تخلیق نہیں کرتا ہے، اصل میں آرکون (طاقتیں) پیدا ہوا، جیسے سورج کی روشنی، دیکھا گیا، لیکن جسمانی نہیں۔ آرکنز میں سے ایک، صوفیہ ("حکمت") نے کمزوری کے ایک لمحے میں، ڈیمی-ارج پیدا کیا، جس نے پھر انسانوں سمیت ایک طبعی کائنات تخلیق کی۔ فلسفیانہ فکر میں، لوگو ("لفظ") عقلیت کا وہ اصول تھا جس نے اعلیٰ ترین خدا کو مادی دنیا سے جوڑ دیا۔ اس نقطہ نظر کے حامل لوگوں کو Gnostic Atheist کہا جاتا ہے۔[6]

الحاد مطلق کی تعریف بیان کرتے ہوئے محمد دین جوہر لکھتے ہیں کہ:

> "Gnosticism" سے مراد ہے علم یا جانکاری رکھنا۔ یہ ملحدین خدا کے انکار کے معاملے میں شدید رویہ رکھتے ہیں۔ یہ لوگ روح، دیوتا، فرشتے، جنت و دوزخ اور مذہب سے متعلقہ روحانی امور اور مابعد الطبیعاتی امور کو بالکل نہیں مانتے۔ ان کا دعوی ہے کہ وہ اس بات کا اچھی طرح علم رکھتے ہیں کہ انسان اور کائنات کی تخلیق میں کسی خالق کا کمال نہیں ہے بلکہ یہ خود بخود وجود میں آئی ہے اور فطری قوانین (laws of nature) کے تحت چل رہی ہے۔ اس نقطہ نظر کے حامل لوگوں کو Gnostic Athie کہا جاتا ہے۔ عام طور پر جب ملحدین یعنی اتھیسٹ کا ذکر ہوتا ہے تو ملحدین سے مراد یہی طبقہ ہوتا ہے۔[7]

یعنی گنوسٹک ازم یہ عقیدہ ہے کہ انسان اپنے اندر خدا کا ایک ٹکڑا (اعلیٰ ترین اچھائی یا الٰہی چنگاری) رکھتا ہے، جو غیر مادی دنیا سے انسانوں کے جسموں میں گرا ہے۔ تمام جسمانی مادہ زوال، سڑنے اور موت کا شکار ہے۔ وہ اجسام اور مادی دنیا، جو ایک کمتر ہستی کی تخلیق ہے، اس لیے برے ہیں۔ مادی دنیا میں پھنسے ہوئے، لیکن اپنی حیثیت سے ناواقف، خدا کے ٹکڑوں کو اپنی حقیقی حیثیت سے آگاہ کرنے کے لیے علم (معرفت) کی ضرورت ہے۔ وہ علم مادی دنیا کے باہر سے آنا چاہیے، اور جو ایجنٹ اسے لاتا ہے وہ نجات دہندہ یا نجات دہندہ ہے۔

2: لاادریت (Agnosticism):

اگناسٹک اس فرد کو کہتے ہیں جو خدا کے ہونے یا نہ ہونے کے بارے یقین یا علم میں کمی کی کیفیت میں ہو اور کہے کہ مجھے خدا کے وجود کی آگاہی اور ادراک نہیں ہے، وودراصل تذبذب کا شکار ہوتا ہے نہ وہ خدا کی موجودگی کا اقرار کرتا ہے اور نہ ہی انکار۔ عصر حاضر میں مبشر علی زیدی اس کی مثال ہیں، مبشر زیدی نے کہا کہ وہ اعلانیہ اگناسٹک ہے، یعنی خدا سے متعلق شک میں مبتلا ہے اور اس کا ماننا ہے کہ وہ علمی جستجو میں ہے اور اسلام میں علم کی راہ میں مرنے والا شہید کہلاتا ہے۔ یہ اس نے اس لیے بتایا کہ اسے ملحد نہ سمجھا جائے۔ ملحدین خدا کا انکار کرتے ہیں جبکہ اگناسٹک خدا کے ہونے یا نہ ہونے کے معاملے میں تذبذب کا شکار ہیں۔ مزید اس نے کہا کہ: سائنسی فکر اور غیب پر ایمان یکجا نہیں ہوسکتے لہذا ہمیں اختلاف رائے پر اتفاق کر لینا چاہیئے۔ وہ سمجھتا ہے کہ اگر اسلام آج کے دور میں آتا تو خواتین کا ترکے میں حصہ کم نہ ہوتا، گواہی آدھی نہ ہوتی، انہیں گھروں میں بند رہنے کو نہ کہا جاتا، اعلی تعلیم حاصل کرنے کا حکم ہوتا، پسند کی شادی کی حوصلہ

---

[6] Hāfiz Muhammad Shāriq, Ilhād aur Jadīd Zehn key Sawalāt, Ilhād aik Ta'aruf (Lāhore: Kitāb Mahal, 2017), 87.

[7] Muhammad Deen, Ilhād (Lāhore: Kitāb Mahal, 2017), 36.

افزائی کی جاتی، اکیسویں صدی میں آنے والا اسلام غلامی کو برقرار نہ رکھتا، سنگسار کی سزا نہ ہوتی، چور کے ہاتھ نہ کاٹے جاتے، غیر مذہب کے شہریوں سے جزیہ طلب نہ کیا جاتا۔[8]

اس حوالے سے محمد دین جوہر اپنی کتاب "الحاد ایک تعارف" میں "لاادریت" کی تعریف میں لکھتے ہیں کہ:

> "عام معنوں میں اس سے مراد خدا کو اپنے ادراک (سوچ سمجھ) سے ماوراء سمجھ کر اس معاملے میں سکوت کا رویہ اختیار کرنا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ خدا ہے یا نہیں، ہم اس بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتے۔ ہمیں اس بارے میں صرف یہ سوچنا چاہیے کہ ہمیں معلوم نہیں ہے ان لوگوں کو" Agnostic Athiest" کہا جاتا ہے۔ اس عقیدے کے ماننے والے لوگ خدا کے انکار و اقرار دونوں سے دور رہتے ہیں"۔

اس تعریف میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ لاادری فرقے والے خدا کے وجود اور اثبات دونوں میں اپنا کوئی موقف ظاہر نہیں کرتے اور خود کو ان ابحاث سے دور رکھتے ہیں۔

ویکی پیڈیا پر اس کی تشریح ان الفاظ میں کی گئی ہے:

لاادری (انگریزی: Agnostic) وہ فرقہ ہے جو سمجھتا ہے کہ اللہ کے ہونے یا نہ ہونے کا کسی کو علم نہیں یا علم ہو ہی نہیں ہو سکتا۔ انسانی عقل اس راز کو نہیں پا سکتی۔ یہ لفظ T.H. Huxley نے 1869 میں گھڑا۔ اسنے اس کو یونانی کے Gnostic (جاننا، ادراک، عارف) کو a بمعنی نہیں، کے ساتھ جوڑ کر ڈھالا اور اس نے خود اس بات کا اعتراف کیا کہ اس نے یہ لفظ کلیسیا (چرچ) کی تاریخ عرفان یا غناسطیت کی ضد میں بنایا ہے کہ جو ایسی باتوں کا پرچار کرتی ہے جن سے میں (Huxley) بے بہرا ہوں۔ نظریۂ لاغناسطیت (Agnosticism) کی رو سے حقیقی یا مطلق علم کا حصول ممکن نہیں۔ اس لیے تمام علم و آگہی محض اضافی (Relative) ہیں۔ بالفاظ دیگر، خدا کے وجود یا انکار وجود کے بارے میں کوئی بات یقین سے نہیں کہی جا سکتی۔ ہملٹن، ھکسلے، اسپنسر اور رسل اس مکتب کے اہم فلاسفہ گزرے ہیں۔[9]

3: ڈی ایزم (Deism):

اس کا بنیادی نظریہ یہ تھا کہ اگرچہ خدا ہی نے اس کائنات کو تخلیق کیا ہے، لیکن اس کے بعد وہ اس سے بے نیاز ہو گیا ہے۔ اب یہ کائنات خود بخود ہی چل رہی ہے۔ دوسرے لفظوں میں اس تحریک کا ہدف رسالت اور آخرت کا انکار تھا۔ اس تحریک کو فروغ ڈیوڈ ہیوم اور مڈلٹن کے علاوہ مشہور ماہر معاشیات ایڈم سمتھ کی تحریروں سے بھی ملا۔[10] انگریز مصنفین نے اس کی وضاحت یوں کی ہے کہ:

"Deism ;(derived from the Latin term Deus, meaning "god")[11]

---

[8]https://www.facebook.com/answer.to.atheists/posts/2205075242856797

[9]:https://ur.wikipedia.org/wiki/%D9%84%D8%A7%D8%A7%D8%AF%D8%B1%DB%8C

[10] Mubashir Nazīr, Ilhād-e-Jadīd key Maghrabī aur Muslim Muʿāshroṇ per Athrāt (Karāchī: Jamia Karāchī Dār al-TehqIq barāiy Ilm o Dānish, 2014), 9.

[11] Harper, Leland Royce (2020). "Attributes of a Deistic God". *Multiverse Deism: Shifting Perspectives of God and the World*. Lanham, Maryland: Rowman & Littlefield. pp. 47–68. ISBN 978-1-7936-1475-9. LCCN 2020935396

Is the philosophical position and rationalistic theology that generally rejects revelation as a source of divine knowledge and asserts that empirical reason and observation of the natural world are exclusively logical, reliable, and sufficient to determine the existence of a Supreme Being as the creator of the universe. More simply stated, Deism is the belief in the existence of God (often, but not necessarily, a God who does not intervene in the universe after creating it),solely based on rational thought without any reliance on revealed religions or religious authority.Deism emphasizes the concept of natural theology—that is, God's existence is revealed through nature-Since the 17th century and during the Age of Enlightenment, especially in 18th-century England, France, and North America, various Western philosophers and theologians formulated a critical rejection of the several religious texts belonging to the many organized religions, and began to appeal only to truths that they felt could be established by reason as the exclusive source of divine knowledge-Such philosophers and theologians were called "Deists", and the philosophical/theological position they advocated is called "Deism".Deism as a distinct philosophical and intellectual movement declined toward the end of the 18th century but had a revival in the early 19th century.[12] Some of its tenets continued as part of other intellectual and spiritual movements, like Unitarianism, and Deism continues to have advocates today, including with modern variants such as Christian deism and pandeism".

اس کا مفہوم یہ ہے کہ: ربوبیت یا اللہ سے الٰہیت یا خدا پرستی (انگریزی (Deism: ایک عقیدہ جس کے مطابق خدا خالق تو ہے لیکن عالم کی تخلیق کے بعد اُس نے اس کائنات سے اپنا تعلق بالکل توڑ دیا ہے اور وحی اور مکاشفہ سے بھی وہ انسان سے رشتہ نہیں رکھتا۔[13]

اس نظریہ کی بنیاد ہیگلی عینیت پسندی کی ٹھوس مابعد الطبیعیات پر ہے۔ ہیگلی عینیت پسندی لا محدود اور محدود، دنیا اور خدا کے مابین تعلق کو نامیاتی (organic) نقطہ نظر سے دیکھتی ہے۔ وحدت الشہود خدا کو اعلیٰ ترین شخصیت، خالق، دنیا کو قائم اور محفوظ رکھنے والا کہتا ہے۔

خدا پرستی کی اصطلاح بالکل انہی معنوں میں استعمال ہوتی ہے جن معنوں میں توحیدی پرستی۔ خدا لا محدود ہوتے ہوئے بھی تمام خصوصیات سے متصف ہے، یعنی خالق دنیا کا محافظ اور قائم رکھنے والا۔ دنیا کے ساتھ خدا کے محیط کل تعلق میں زمان و مکاں بھی خدا کے اندر شامل ہوتا ہے، حالانکہ وہ اپنی مطلقیت میں وہ زمان و مکاں سے ماورا ہے۔ محفوظ طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ نظریہ تقریباً دیگر

---

[12] Claeys, Gregory (1989). "Revolution in heaven: The Age of Reason (1794-95)". *Thomas Paine: Social and Political Thought* (1st ed.). New York and London: Routledge. pp. 177–195. ISBN 9780044450900.

[13] An Age of Infidels: The Politics of Religious Controversy in the Early United States by Eric R. Schlereth (University of Pennsylvania Press; 2013) 295 pages; on conflicts between deists and their opponents.

نظریات کا احاطہ کرتا ہے۔ اس خدا پرستی کی حمایت کرنے والے مغربی فلاسفہ میں ڈیکارٹ، لاک، برکلے، جیمز وارڈ اور ہیگل وغیرہ شامل ہیں۔

الحادِ جدید کے اسباب و محرکات:

کوئی نیا نظریہ یا فکر ہی پروان نہیں چڑھتی بلکہ اس کے پیچھے کچھ عوامل ہوتے ہیں، کچھ محرکات ہوتے ہیں جو انسان کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ اس نظریہ کو قبول کرے اسی طرح الحاد کے فروغ کے بھی کچھ معقول اسباب ہیں ہم ان میں چند اسباب پہ گفتگو کر رہے ہیں۔

1: حریت پسندی اور فکری آورگی:

انسانوں کا ایک گروہ ایسا ہر دور میں رہا ہے جو اپنے کو کسی بھی مذہبی قانون سے بالاتر رکھنے کا خواہش مند رہا ہے وہ نہیں چاہتا کہ مذہب یا مذہبی اقدار میں الجھ کر اپنی ناجائز خواہشات کی تکمیل سے محروم رہے۔ مذہب خواہ کوئی بھی ہو خواہ وہ صحیح ہو یا غلط یہ معاشرے کے لیے کچھ نہ کچھ رہنما اصول اور اخلاقی قدریں ضرور رکھتا ہے۔ ہر مذہب میں کچھ نہ کچھ ایسے رہنما اصول موجود ہیں جو انسان کو برے کاموں سے روکتے ہیں اور اچھے کاموں پر زور دیتے ہیں۔ ملحد اس وجہ سے خدا کا انکار کرتا ہے کہ خدا کو مان کر وہ مذہبی پابندیوں کو اپنے اوپر لازم کرلے گا اس طرح اس کی جنسی اور فکری آوارگی کی تسکین مذہب پسند معاشرہ میں مشکل ہے، اس لیے وہ لامذہبیت کی طرف قدم بڑھاتا ہے کیونکہ جب کسی نیک عمل پر جزا اور برے عمل پر سزا کا تحقق ہو گا تو لازماً اسے ایک عدالت میں جواب دہ ہونا پڑے گا۔ اس دنیا کے علاوہ دوسری دنیا کو بھی ماننا پڑے گا ان تمام جھمیلوں سے بچنے کے لیے آسان راستہ یہی تھا کہ مذہب کا ہی سرے سے انکار کر دیا جائے تاکہ جزا و سزا، حشر و نشر اور آخرت کا سوال ہی ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے۔

2: مذہب کا عقل انسانی کو مطمئن نہ کرنا:

اٹھارہویں اور انیسویں صدی میں یورپ کے اندر بیداری پیدا ہوئی اور سائنسی و صنعتی انقلاب آیا جس کے اثرات زندگی کے تمام شعبوں پر پڑے اس نے سوچ و فکر کا زاویہ بدل دیا۔ انسان کو تخیلات اور تصورات و مفروضات کی دنیا سے نکال کر تجربات و مشاہدات کی راہ پر لاکھڑا کیا۔ قدیم زمانے میں لوگوں نے مظاہر قدرت کو خدا کا درجہ دے دے رکھا، سورج، چاند، پہاڑ، دریا اور زمین و آسمان کو مقدس مان لیا گیا اور مخلوق کی بجائے خالق کا مقام دے دیا گیا تھا جس کے نتیجے میں لوگ انہیں مقدس مان کر ان کے سامنے سرخمیدہ رہتے تھے، تاریخ انسانی میں اسلام کے زیر اثر ایسا ہو سکا کہ انہیں خالق اور معبود کے درجے سے ہٹا کر مخلوق کے درجے پر لاکر رکھا گیا اللہ تعالی نے فرمایا:

وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَائِبَيْنِ وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ[14]

اللہ تعالی نے تمھارے لیے سورج اور چاند کو اور رات و دن کو مسخر کر دیا ہے۔

اس طرح کی آیات کے نزول کے بعد انسانوں کے اندر ایک شعوری انقلاب آیا، فطرت پرستی کے دور کا خاتمہ ہوا، قرآنی انقلاب کے زیر اثر مسلمانوں کے اندر سائنسی شعور بیدار ہوا۔ دور اول کا اسلامی انقلاب قرآن اور ایمان کے زیر اثر آیا تھا جس کی وجہ سے لوگ ملحد ہونے سے بچ گئے دوبارہ یہی تاریخ کے اویں صدی سے بیسویں صدی تک دہرائی گئی اور دنیا پھر ایک بار علمی انقلاب سے دوچار ہوئی، مگر اب اس کی پشت پر مذہب نہیں تھا بلکہ مادہ تھا اور مادہ پرستی تھی اس لیے یہ انقلاب خدا پرستی کے بجائے خدا بیزاری کی طرف لے جانے

---

[14] Ibrāhīm, 33:14.

والا ثابت ہوا۔ دوبارہ یہ انقلاب صنعت، حرفت اور سائنس کی شکل میں رونما ہوا جس سے مذاہب عالم متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ فطرت اور کائنات کے مختلف حصوں پر آزادانہ ریسرچ و تحقیق کا دور شروع ہوا۔ اس تحقیق کے نتیجے میں سائنس دانوں پر قدرت کے رازہائے سربستہ کا تھوڑا انکشاف ہوا۔

یہ کائنات جس قانون قدرت کا پابند ہو کر محو سفر ہے اور کائنات میں جس قدر نظم اور ہم آہنگی پائی جاتی ہے اس کا تھوڑا علم انھیں (سائنس دانوں) حاصل ہو گیا۔ اس کائناتی تحقیق کے سفر کے دوران سائنس دانوں کے ذہن میں کچھ سوالات پیدا ہوئے، اس کائنات میں جس قدر ہم آہنگی اور نظم پایا جارہا ہے اور جو قوانین طبعیہ اس میں کام کر رہے ہیں، وہ غیر معمولی طور پر انسانی عقل کو حیرت زدہ کرنے والے ہیں، کیا یہ خود بخود ہو رہا ہے؟ یا کوئی ہے جو اس کو ایک محکم نظام کے تحت چلا رہا ہے، اس کا جواب سائنسدانوں نے مذہب پرستوں سے حاصل کرنے کی کوشش کی۔ جب ہندومت کی طرف دیکھا تو یہاں لاتعداد خداؤں کا تصور موجود تھا اور جب عیسائیت کی طرف دیکھا تو ان کے یہاں تین خداؤ (Trinity) کا تصور پایا، یہودیت میں دو خداؤں (Dualism) کا تصور تھا، مجوسیت میں بھی دو خداؤں کا تصور تھا جب بدھ مت کی طرف دیکھا تو یہاں خدا کا تصور ہی مجہول تھا۔

اب سائنسی و عقلی طور پر یہ ماننا ناممکن تھا کہ اس کائنات کو تین طاقتیں یا دو قوتیں یا لاتعداد طاقتیں کنٹرول کر رہی ہیں۔ کیوں کہ چند طاقتیں اس نظام کائنات کو کنٹرول کر رہی ہوتیں تو نظام عالم فاسد ہو جاتا، ایک خدا چاہتا کہ سورج کو مشرق سے نکالے اور دوسرا چاہتا کہ سورج کو مغرب سے نکالے۔ لہٰذا اسلام کے سوا دوسرے مذاہب نے پہلے ہی اسٹیج پر دم توڑ دیا وہ دنیا کو ایک خدا کا صحیح تصور دینے میں ناکام رہے لہذا یہاں سے مذہب بیزاری کا عمل شروع ہوا، سائنسی انقلاب کے زیر اثر یہ تبدیلی آئی کہ دورِ شرک کا خاتمہ ہو گیا۔ اب شرک، پڑھے لکھے لوگوں اور سائنسدانوں کا عقیدہ نہ رہا سائنسی انقلاب کے نتیجے میں دنیا شرک، بت پرستی، گاؤ پرستی اور مظاہر فطرت پرستی سے نکل کر ایک ایسے موڑ پر کھڑی ہو گئی جہاں اسے یہ جواب مل سکے کہ اس دنیا کو پیدا کرنے والا کوئی موجود ہے، اس دنیا کا کوئی تو ڈزائنر ہے کیوں کہ اس قدر خوب صورت ڈزائن کسی ڈزائنر کے بغیر ممکن نہیں مگر فرسودہ مذاہب جو خود شرک کی بھول بھلیوں میں بھٹک رہے تھے، ان مادیت پسندوں کو جواب نہ دے سکے جس کے نتیجے میں انھوں نے خدا کے وجود کا ہی انکار کر دیا اور مذہب سے دوری اختیار کر لی۔

3: حوادث عالم کی مادی توجیہات:

تیسرا اہم سبب جس نے جدید الحادی فکر کو فروغ دیا وہ ہر واقعہ کی مادی توجیہ تلاش کرنا ہے۔ جدید سائنس کے ظہور کے بعد یہ معلوم ہوا کہ ہر نتیجے سے پہلے بظاہر اس کی ایک مادی علت

(material cause) موجود ہوتی ہے مثال کے طور پر جدید سائنس کا بانی آئزک نیوٹن (۱۷۲۷ء- ۱۶۴۲ء) اپنے باغ میں بیٹھا ہوا تھا اس کے سامنے سیب کا ایک درخت تھا۔ درخت سے ایک سیب ٹوٹ کر نیچے آگرا، نیوٹن نے سوچا کہ پھل ٹوٹ کر نیچے کیوں آیا، وہ اوپر کیوں نہیں چلا گیا؟ آخر کار اس نے دریافت کیا کہ ہماری زمین میں قوت کشش (gravitational pull) ہے اس بنا پر ایسا ہوتا ہے کہ چیزیں اوپر سے نیچے آتی ہیں۔ یہ مطالعہ آگے بڑھا یہاں تک کہ سائنس دانوں نے دریافت کیا کہ اس دنیا میں جو واقعات و حادثات پیش آتے ہیں ان سب کے پیچھے ہمیشہ ایک سبب (cause) ہوتا ہے ہر نتیجہ کسی نہ کسی سبب کے تحت ظہور میں آتا ہے پہلے کہیں زلزلہ آتا تھا تو لوگ اسے خدا کی طرف پھیر دیتے تھے اور کہتے تھے کہ اللہ تعالی کی قدرت کا نتیجہ ہے، ہارٹ اٹیک ہو یا کوئی حادثہ پیش آجائے تو اس کی توجیہ مذہب اور خدا کے حوالے سے ظہور کے بعد واقعات کی توجیہ کے لیے خدا کے بجائے سبب کا حوالہ دیا

جانے لگا، سائنس کی یہ دریافت ابتدائی طور پر صرف ایک طبیعی مفہوم رکھتی تھی خدا کے حوالے سے واقعات کی توجیہ نہ کرنے کے باوجود وہ خدا کے انکار کے ہم معنی نہ تھی مگر ملحد مفکرین نے نظریاتی ہائی جیک (hijack) کے ذریعے اس کو خدا سے انکار کے ہم معنی بنا دیا۔ یہیں سے وہ نظریہ شروع ہوا جس کو جدید الحاد (modern atheism) کہا جاتا ہے۔

4: جدید مادہ پرستی (Modern Materialism)

میٹیریل ازم ایک فلسفہ بھی ہے اور ایک کلچر بھی۔ مادہ پرستی کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنی آرزؤں کی تکمیل اور جنت کے حصول کے لیے اب اس کا انتظار کرنے کی ضرورت نہیں کہ اگلی دنیا (آخرت) برپا ہو اور وہاں خدا اپنی خصوصی عنایت کے طور پر جنت عطا کرے۔ اب ہم کو وہ سب معلوم ہو گیا ہے جس کے ذریعے اس دنیا میں جنت کی تعمیر ممکن ہے۔ جدید ٹکنالوجی کی بدولت یہ سب ممکن ہے۔ چنانچہ جدید ٹکنالوجی کا استعمال کرتے ہوئے اس جنت ارضی کی تعمیر کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔ مادیت (Materialism) کے نام سے پوری تہذیب وجود میں آچکی ہے۔ مادہ پرستی بھی کوئی عہد جدید کی پیداوار نہیں ہے بلکہ اس کی تاریخ بھی نہایت قدیم ہے اس کا ابتدائی سرا ہمیں شداد بن عاد کی بنائی ہوئی جنت ارضی کے واقعے سے ملتا ہے۔ شہر ارم میں اس نے جنت تیار کیا، جس کے محلات سونے اور چاندی کے بنے ہوئے تھے، قیمتی پتھروں، زمرد و یاقوت کو تراش کر تزئین کاری کی، ہر طرح کے درخت لگائے، نہریں جاری کیں ایک روایت کے مطابق اس کی تعمیر میں پانچ سو سال صرف ہو گئے۔ جب جنت ارضی کی تعمیر مکمل ہو گئی اور شداد نے اس میں داخل ہونا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے اس پوری قوم عاد پر عذاب نازل فرما دیا۔ جدید صنعتی انقلاب نے یہ ممکن بنا دیا کہ انسان جدید طرز کا لائف اسٹائل، جدید قسم کے اونچے محلات اور آرائش کے نت نئے طریقے اختیار کرے۔ مادہ پرستی کی فکر نے اس کو ایک حیوانی انسان بنا دیا جو اپنی خواہش نفس کی تکمیل کے لئے کی جاتی تھی۔ اب جدید سائنس کے کسی بھی حد تک جا سکتا ہے، اپنی جنت ارضی کے حصول کے لیے ظلم و جبر، تشدد اور انتہا پسندی کے تمام طریقے اختیار کرتا ہے۔ مگر اس جنت ارضی کا حصول بہت بھاری قیمت پر ممکن ہو سکا۔ اس جنت ارضی کا حصول اس قیمت پر ممکن ہو سکا کہ موجودہ دنیا انسان کے لیے ناقابل استعمال ہو جائے۔ مثال کے طور پر کاروں اور ہوائی جہازوں نے بظاہر سفر کو آسان کر دیا، مگر اس کا ناقابل برداشت حد تک منفی نتیجہ کاربن ایمیشن (Carbon Emissions) اور گرین ہاؤس گیسز (Green house gases) کے اخراج کی شکل میں نکلا جس کا حل تلاش کرنے میں سائنس دانوں کو بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

جدید سائنسی انقلاب اس قیمت پر ممکن ہو سکا کہ فطرت (Nature) میں چھیڑ چھاڑ کی جائے۔ مشینی آلات صنعتی کارخانوں کی کثرت، جنگی جہازوں، میزائل، راکٹس، ایٹم بموں اور ہائڈروجن بموں کی تیاری، پھر ان کے استعمال، اسپیس میں چھیڑ چھاڑ، خلائی اسفار اور ایر کنڈیشنگ کے سامانوں کی تیاری کا یہ بھیانک نتیجہ نکلا کہ زندگی بخش اوزون لیئر (Ozone layer) میں بہت بڑا سوراخ (Hole) پیدا ہو گیا، جس کے سبب سورج کی بنفشی شعائیں بغیر فلٹر کے زمین پر پڑنے لگیں۔ گلوبل وارمنگ (عالمی درجہ حرارت) کا ارتفاع اتنا زیادہ بڑھ گیا ہے کہ زندگی کے لیے خطرات لاحق ہو چکے ہیں۔ انسانی اور حیوانی زندگی کو بچانا آج سائنس دانوں کے لیے سب بڑا چیلنج بنا ہوا ہے۔ گلوبل وارمنگ (Global Warming) کے بڑھتے ہوئے خطرات کے پیش نظر ترقی یافتہ ملکوں میں عالمی سطح کی کانفرنسیز منعقد کی جا رہی ہیں۔

مادہ پرستی اور جدید کنزیومرازم (Modern consumerism) نے آخرت کے تصور کو بالکل ختم کر دیا یا بہت حد تک کمزور کر دیا ہے۔ انسان نے یہ سوچ لیا کہ جو کچھ کرنا ہے اس دنیا میں، جو کچھ ملنا ہے یہیں ملنا ہے، جو کچھ آرام و راحت حاصل کرنا ہے۔ یہیں حاصل

کرنا ہے، اسی فکر نے انسان کے لیے خدا کے انکار کا راستہ ہموار کیا۔ جب انسان فقط دنیا داری میں مگن ہو جاتا ہے تو وہ خدا سے دور ہو جاتا ہے اور اپنا مقصدِ زیست کھو بیٹھتا ہے جوں جوں فرد کے اندر مادیت پرستی زور پکڑتی ہے تو معاشرہ اپنا توازن کھو دیتا ہے کیونکہ فرد معاشرہ کی اساس ہے۔ معاشرہ کا انحصار افراد پر ہے جیسی فطرت افراد کی ہو گی معاشرہ ویسا ہی ہو گا جس کے اثرات انسانی زندگی پر براہ راست پڑتے ہیں مادیت پرستی کی وجہ سے انسان انفرادی طور پر تنہائی (Isolation) اور اجتماعی طور پر پورا معاشرہ محرومی (Frustration) کا شکار ہو جاتا ہے۔[15]

5: ڈاروِنزم (Darwinism)

ان اسباب میں سے جو انسان کو الحاد و زندقہ کی طرف لے جاتے ہیں ایک سبب چارلس ڈارون (۱۸۰۹ء- ۱۸۸۲ء) کے ذریعے پیش کیے گئے ارتقائے حیات کا نظریہ ہے۔ پچھلے ہزاروں سال سے انسان یہ مانتا چلا آرہا ہے تھا کہ انواع حیات بشمول انسان کو پیدا کرنے والا صرف خدا ہے۔ یہ خداوند عالم ہے جو براہ راست اپنی تخلیق کے ذریعے تمام انواع حیات کو وجود میں لاتا ہے، مگر چارلس ڈارون نے مفروضہ طور پر یہاں بھی ایک سبب دریافت کر لیا یہ سبب ڈارون کے الفاظ میں نیچرل سلیکشن تھا، یعنی حیاتیاتی عمل کے دوران طبیعی اسباب کے تحت مختلف انواع حیات ظہور میں آتی رہیں، گویا ان انواع حیات یا انسان کو وجود میں لانے والا عنصر ایک مادی سبب ہے نہ کہ غیر مادی خدا۔

ڈارون نے ہی یہ نظریہ پیش کیا کہ انسان کی اصل بندر ہے، مختلف قسم کے طبیعی مراحل طے کرنے کے بعد انسان آج اس صورت میں موجود ہے مگر ڈارون کا دریافت شدہ یہ نظریہ کبھی بھی علمی طور پر ثابت شدہ نظریہ نہ بن سکا۔ اس کی حیثیت فقط ایک مفروضے کی رہی، نہ سائنس داں اس کے اس نظریے سے کبھی مطمئن ہوئے حتی کہ خود چارلس ڈارون کو آخری عمر میں اپنے اس مفروضہ نظریے پر شک پیدا ہو گیا تھا لہٰذا وہ اسی مایوسی کی حالت میں مرا۔

اس واضح منطقی خامی کے باوجود مغرب اور جدید علمی حلقوں میں یہ نظریہ اس لیے مقبول ہوا کہ اس میں ملحدین اور فکری آوارگی رکھنے والوں کے لیے یہ مواد موجود تھا کہ انسان ہو یا دیگر انواع حیات خود بخود ایک طبیعی حیاتیاتی عمل کے نتیجے میں ارتقاء پذیر ہوئے ہیں اس کے بنانے میں کسی خدا کی ضرورت پیش نہیں آئی۔

جدید الحاد کے فروغ کے یہ چند اسباب تحریر کیے گئے اور بھی چند اسباب ہیں جن سے اس نظریے کو تقویت ملی ہے مثلاً مارکسزم، کارل مارکس (۱۸۱۸ء-۱۸۸۳ء) کا نظریہ سماجی معاشیات اور بدھ ھرم کا نظریہ امیری و غریبی اور راحت و تکلیف، بدھ ھرم نے مفروضہ طور پر اس کا ایک سبب دریافت کیا وہ یہ کہ ہر آدمی اپنے پچھلے کرم (عمل) کے لازمی نتیجے میں اپنے عمل کے انجام کو بھگت رہا ہے یہ توجیہ چونکہ سبب پر مبنی تھی اس لیے جدید ذہنوں نے اسے قبول کر لیا وغیرہ۔ مری تھومس اپنی کتاب سیکولر بلیف سسٹم میں اس عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

> "Five well-known nonreligious philosophical positions are naturalism, materialism, humanism (sometimes referred to as secular humanism), agnosticism, and atheism".[16]

---

[15] https://www.mirrat.com/article/1/21

[16] 18 Murray Thomas, God in the Classroom: Religion and America's Public Schools (Landon: Praeger Westport, 2007), 10.

عصر حاضر میں یہ الحاد کی پانچ مشہور صورتیں ہیں جو کہ مختلف ناموں کے ساتھ اپنے نظریے کا پرچار کر رہی ہیں ان میں نیچر لزم جسے عقل پرستی کا نام دیا گیا ہے، میٹیلر زم جسے مادہ پرستی کہا جاتا ہے اور ہیومنزم جسے بظاہر انسانیت کا درس دینے والا نظریہ گردانا جاتا ہے جبکہ اسلام ان سارے نظریات کو اپنے اندر سموتے ہوئے انسان کو اپنے خالق کو پہچانے کا حل پیش کرتا ہے۔ حافظ محمد عبد القیوم نے بھی اپنے مضمون میں اس کی تائید کی ہے۔

ملحدین کے عقائد و نظریات:

1: ملحدین / دہریوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی ذات، انبیاء کرام علیہم السلام، جنت و دوزخ کا کوئی تصور نہیں۔

2: ان کے مطابق زندگی گزارنے کے لئے کسی مذہبی اصولوں کی پیروی ضروری نہیں۔

3: ان کا عقیدہ ہے کہ اپنی زندگی بغیر کسی رکاوٹ کے گزاری جائے، زنا و شراب نوشی و دیگر جرائم اگر کوئی کرتا ہے تو یہ کوئی گناہ نہیں، بلکہ گناہ ہو ہی کیسے جب ان میں گناہ کا ہی تصور نہیں کیونکہ گناہ و نیکی کا تصور آخرت کی دلیل ہوتا ہے اور ملحدین آخرت کے منکر ہیں۔

4: ملحدین انبیاء کرام بالخصوص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وجود کا انکار کرتے ہیں اور وہ آسمانی صحیفوں بالخصوص بائبل کو قصے کہانیوں کی کتاب قرار دیتے ہیں۔

5: مذہب سے متعلق ان کا یہ ماننا ہے کہ مذہب دراصل قدیم انسانوں کی ایجاد ہے جس کو انہوں نے اپنے فہم سے بالاتر سوالوں کے جواب نہ ہونے پر ذہنی تسکین کے لئے اپنا لیا تھا۔

6: عقیدہ آخرت سے متعلق ملحدین کا یہ مؤقف ہے کہ موت واقع ہو جانے کے بعد انسان کا تعلق اس دنیا سے ختم ہو جاتا ہے اور پھر وہ کبھی لوٹ کر نہیں آتا۔

7: اکثر ملحدین کے مطابق کھانے، پینے اور سونے کی طرح جنسی خواہشات بھی انسان کی فطری خواہش ہے، لہذا انسان کو اجازت ہونی چاہیئے کہ جس طرح چاہے جنسی خواہش پوری کرے۔ فری سیکس کے اس تصور کو سب سے پہلے اہلِ مغرب میں مشہور ملحد و ماہر نفسیات سگمنڈ فرائڈ (Sigmud Freud) نے پیش کیا تھا اور یہ کہا کہ اگر جنسی خواہش کی تکمیل نہ ہو تو انسان ذہنی مریض بن جاتا ہے۔[17]

جبکہ یہ نظریات فطرت کے خلاف اور لوگوں کو تباہی کے قریب کرنے والے ہیں جن کو ہر عقلِ سلیم و فطرتِ سلیمہ رکھنے والا مسترد کرے گا اور اس طرح کے عقائد و نظریات کا دفاع نہیں کرے گا۔

الحادِ جدید کا سدباب:

الحاد لوگوں کے اندر یا تو دین اسلام سے بغض و عداوت کی وجہ سے آتا ہے یا جاہ و حشمت کی وجہ سے آتا ہے۔ لہذا:

۱۔ بھرپور طریقے سے کوئی ایسی تحریک چلائی جائے جو صرف مساجد و مدارس تک محدود نہ رہے، بلکہ کالج اور یونیورسٹیوں کے کونے کونے تک پہنچے۔

۲۔ کالج اور یونیورسٹیوں کے طلبہ و طالبات کو ہمارے اکابر کی چھوٹی چھوٹی کتابیں پڑھائی جائیں اور ان کے اندر دین اسلام کی حقانیت اچھی طرح پیوست کی جائے۔

---

[17] Muftī Anas Razā Qādrī, Dehriyat ka Taʿāruf o Tārīkh aur Dehriyoṇ key Eʿatrādāt key Jawābāt (Lāhore: Al-Razā Qur'ān o Fiqh Academy, 2023 A.D), 30-33.

۳۔ ایسی کوئی ایسی جگہ نہیں ہونی چاہیے جہاں قرآن وحدیث کے صحیح تراجم وتفاسیر نہ ہو۔ آج اگرچہ مخالف کے پاس سوشل میڈ یا وغیرہ قسم قسم کے ذرائع موجود ہیں۔ لیکن ہمیں اس سے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ ہمارے پاس سوشل میڈیا کے ساتھ مدارس ومساجد اور خانقاہ کی صورت میں کافی ذرائع موجود ہیں۔ اگر صرف خطبہ جمعہ میں اصلاح امت کے خاطر اپنے دل کی آواز لگائیں تو ہم ایک دن میں لاکھوں لوگوں کو دینی دعوت سے بہرہ ور کرسکتے ہیں۔

۴۔ سلف صالحین کے درس و تدریس، مساجد و مدارس ہی میں ہوا کرتے تھے۔ حضور سرور کائنات صلی السلام کی تعلیمات کس طرح ہوا کرتی تھی جس کا ذکر ہمیں قرآن میں ملتا ہے "وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ "[18] اور انھیں کتاب اور پختہ علم سکھاتے ہیں۔

اس آیت میں جہاں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی شان وشوکت کا پتہ چلتا ہے کہ آقاے کریم ﷺ نے ان کو کتاب و حکمت سکھائے اور تعلیم اس قدر راسخ و جاذب القلب تھی کہ صحابہ کرام کی جماعت مبارکہ کبھی بھی اپنے عقیدہ توحید و رسالت سے منحرف نہیں ہوئی، اس لیے انہیں خالص کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلی الہ الکریم کی تعلیمات سے بہرہ ور کیا گیا تھا۔

تو چاہیے کہ حضور صلی یا اسلام کی دی ہوئی تعلیم کے مطابق اسکول، کالج تعمیر کئے جائیں جہاں عصری تعلیم پر اسلامک طور پر بھرپور زور دیا جائے اور خصوصاً ایسے تدبیر کی جائے جس سے ملحدانہ خیالات کا سدباب ہو۔

الحادِ جدید کے رد پر لکھی گئی چند کتب:

- 1: نام: الالحاد المعاصر فی العالم العربی

مصنف: عبد العزیز بن احمد احمد البداح

حجم: 95 صفحات

ناشر: الناشر المتميز للطباعة و النشر المدينة المنورة۔

سن طباعت: 2020ء۔

مشتملات:

اس کتاب میں مصنف نے چار فصلیں ذکر کی ہیں۔ پہلی فصل میں تعریف وانواعِ الحاد کا ذکر کیا ہے اور دوسری فصل میں قدیم وجدید الحاد پر تبصرہ کیا ہے اور تیسری فصل میں الحادِ جدید کی حقیقت، اسباب اور آثار پر تفصیلی تبصرہ کیا ہے اور چوتھی فصل میں رد الحاد میں علمائے اسلام کا کردار واضح کیا ہے۔

- 2: نام: الاحاد ، اسبابه، طبائهه، مفاسده، اسباب ظهوره، علاجه

مصنف: محمد خضر حسین (المتوفٰی 1377ھ)

حجم: 40 صفحات

ناشر: شبكة الالوكة۔

مشتملات:

مصنف نے اس کتاب میں اسباب الحاد، طبائع الحاد، مفاسد الحاد اور جدید الحاد پر سیر حاصل کلام کیا ہے۔

[18] Al-Baqarah, 129:2.

- 3:نام:الالحاد ،مشكلة نفسية

مصنف: عمرو شریف

ناشر:نیو بوک للنشر و التوضیع القاهره۔

سنِ اشاعت:2016ء۔

مشتملات:

باب اول میں جدید الحاد پر جامع انداز میں گفتگو کی گئی ہے اور باب ثانی میں علم نفس الایمان پر کلام ہے اور تیسرے باب میں علم نفس الحاد پر گفتگو ہے اور باب رابع میں حریتِ ارادہ انسانی پر تفصیلی کلام ہے۔

- 4:نام:مدخل لفهم الاحاد الجديد(ميليشيا الالحاد)

مصنف: عبد اللہ بن صالح العجیری

ناشر: مکتبہ مومن قریش

حجم:241صفحات

سن اشاعت:2014ء

مشتملات:

مصنف نے اس کتاب میں بالخصوص الحاد جدید کے حوالے سے انتہائی جامع و تفصیلی کلام کیا ہے جس میں مختلف انداز سے جائزے اور تحقیقات پیش کی ہیں۔

- 5:نام:**الحاد جدید کے مسلم اور مغربی معاشروں پر اثرات**

مصنف: محمد مبشر نذیر

اشاعت:2003ء

مشتملات:

اس میں مصنف نے الحاد کا تعارف، اقسام اور جدید معاشرے پر اس کے اثرات کا جائزہ لیا ہے۔

- 6:نام:**جدید الحاد، اسباب اور سدباب ایک تجزیاتی مطالعہ**

مصنف: استاذ جامعہ اشرفیہ انڈیا مبارکپور۔

ناشر: کتب خانہ قادریہ انڈیا۔

حجم:26صفحات

مشتملات:

اس میں مصنف نے عصر حاضر میں بہت تیزی کے ساتھ مذہب کے خلاف پھیلنے والی تحریک الحاد و ملحدین کے سدباب کے لیے عقلی و سائنسی انداز میں لکھی گئی ایک بہترین کتاب لکھی ہے۔

- 7:نام:**اسلام زندہ آباد**

مصنف: پیر غلام رسول قاسمی مدظلہ العالی

حجم:98صفحات

ناشر: رحمۃ للعالمین پبلیکیشنز،سرگودھا۔

مشتملات:

اس میں مصنف مدظلہ العالی نے ملحدین کا تاریخی پس منظر، ان کے فرقے، ملحدین کے اسلام پر اعتراضات اور ان کے جوابات کے حوالے سے بہترین کلام فرمایا ہے۔

خلاصہ:

آرٹیکل میں جدید الحاد کے مختلف پہلوؤں کا جامع جائزہ پیش کیا گیا ہے، جس میں الحاد کا تعارف، اس کی تاریخی جڑیں، اور جدید دور میں اس کی مختلف شکلوں اور اقسام کی تفصیل شامل ہے۔ ان اقسام میں الحادِ مطلق، لاادریت، اور ڈی ایزم کا ذکر خاص طور پر کیا گیا ہے۔ آرٹیکل میں جدید الحاد کے پھیلاؤ کے مختلف اسباب و محرکات کا تجزیہ کیا گیا ہے، جیسے کہ حریت پسندی، مذہب کی عقلی بنیادوں پر عدم اطمینان، دنیا کے حوادث کے مادی تجزیے، جدید مادہ پرستی، اور ڈارون ازم۔ اس کے بعد آرٹیکل میں ملحدین کے عقائد و نظریات کا تذکرہ ہے اور جدید الحاد کے رد میں لکھی گئی کچھ کتب کا تعارف بھی پیش کیا گیا ہے۔ یہ آرٹیکل الحاد کے موضوع پر ایک مفصل اور گہرائی میں جائزہ فراہم کرتا ہے، جو قارئین کو اس پیچیدہ موضوع کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔

تجاویز و شفارشات:

1: **تقابلی جائزہ:** الحاد کی جدید اور قدیم شکلوں کے مابین ایک تقابلی جائزہ پیش کیا جا سکتا ہے تاکہ قارئین کو اس کی سمت اور موجودہ شکل کی بہتر سمجھ آسکے۔

2: **تاریخی پس منظر:** الحاد کے تاریخی پس منظر کو مزید وضاحت سے بیان کیا جا سکتا ہے، خصوصاً مختلف تہذیبوں اور ثقافتوں میں اس کے اظہار کے طریقے جس سے جدید الحاد کو سمجھنے میں مدد مل سکتی ہے۔

3: **علمی دلائل کا جائزہ:** جدید الحاد کے علمی و فلسفیانہ دلائل کا جائزہ لیتے ہوئے، ان دلائل کی مضبوطی و کمزوریوں کا تجزیہ پیش کیا جا سکتا ہے اور اس حوالے سے جدید مفصل تحقیق پیش کی جا سکتی ہے جو معاصر محققین کے لیے تحقیق کی ایک نئی راہ ہموار کرے گی۔

4: **مذہبی رد عمل کا تجزیہ:** مختلف مذاہب کی جانب سے جدید الحاد کے جواب میں پیش کردہ دلائل اور نظریات کا تجزیہ شامل کیا جا سکتا ہے جس سے الحاد کے خلاف تمام مذاہب کا لٹریچر اور تحقیقات جمع کرنے میں معاونت مل سکتی ہے۔

5: **معاصر معاشرتی تاثیرات:** الحاد کے معاصر معاشرتی اور ثقافتی تاثیرات پر روشنی ڈالی جا سکتی ہے، مثلاً تعلیم، قانون، اور سیاست پر اس کے اثرات۔ اس سے الحاد کے اثرات کا جائزہ اور اس کے تدارک کے لیے اہم راہ ہموار کی جا سکتی ہے۔